134281 ـ كيا طلاق كى قسم غير اللہ كى قسم ہے ؟

سوال

كيا طلاق كى قسم اٹھانى حرام ہے، كيونكہ يہ غير اللہ كى قسم ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

غير اللہ كى قسم اٹھانى برائى ہے، اور پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس نے بھى قسم اٹھانى ہو تو وہ اللہ كى قسم اٹھائے يا پھر خاموش رہے "

اور ايك حديث ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس نے بھى غير اللہ كى قسم اٹھائى اس نے كفر يا شرك كيا "

يہ حديث صحيح ہے.

اور ايك دوسرى حديث ميں رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس نے امانت كى قسم اٹھائى وہ ہم ميں سے نہيں "

اور ايك حديث ميں فرمان نبوى عليہ السلام ہے:

" تم اپنے باپوں اور ماؤں اور شريكوں كى قسم مت اٹھاؤ اور اللہ كى قسم بھى اس وقت اٹھاؤ جب تم سچے ہو "

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا حكم تو يہ ہے كہ غير اللہ كى قسم نہ اٹھائى جائے چاہے وہ كوئى بھى ہو، اس ليے نہ تو نبى صلى اللہ عليہ وسلم كى قسم اٹھانى جائز ہے، اور نہ ہى كعبہ كى اور نہ امانت كى اور نہ ہى كسى شخص كى زندگى كى، اور نہ كسى كے مقام و مرتبہ كى، يہ سب جائز نہيں؛ كيونكہ صحيح احاديث ميں اس كى ممانعت آئى ہے...

مشہور امام ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ نے اہل علم كا اجماع نقل كيا ہے كہ غير اللہ كى قسم اٹھانى جائز نہيں، اس ليے مسلمانوں كو اس سے اجتناب كرنا چاہيے.

رہی طلاق تو حقیقت میں یہ قسم نہیں، اگرچہ فقہاء نے اسے قسم کا نام دیا ہے، لیکن یہ اس جنس سے نہیں، طلاق کی قسم کا معنی یہ ہے کہ اس کو کسی وجہ پر معلق کرنا یعنی ابھارنے یا منع کرنے یا تصدیق یا تکذیب پر، مثلا اگر کوئی کہے:

اللہ کی قسم میں نہیں اٹھوں گا، یا اللہ کی قسم میں فلان سے بات نہیں کرونگا، تو اسے قسم کا نام دیا جاتا ہے.

اور اگر کہے کہ: مجھ پر طلاق میں کھڑا نہیں ہوؤنگا، یا مجھ پر طلاق میں فلان سے کلام نہیں کرونگا، تو اسے اس حیثیت سے قسم کہا جاتا ہے، یعنی اس میں جو ابھارا گیا ہے یا منع کیا گیا ہے یا تصدیق یا تکذیب ہے اس کی بنا پر اسے قسم کہا گیا ہے.

اور اس میں غیر اللہ کی قسم نہیں، اس نے تو یہ کہا ہے کہ طلاق کی قسم میں ایسا نہیں کرونگا، یا طلاق کی قسم میں فلان سے کلام نہیں کرونگا، تو یہ جائز ہے.

لیکن اگر اس نے کہا کہ:

مجھ پر طلاق میں فلان سے کلام نہیں کرونگا، یا مجھ پر طلاق تم ایسے ایسے نہیں جاؤگی، یعنی اس کی بیوی، یا مجھ پر طلاق تم ایسے ایسے سفر نہ کرو، تو یہ معلق طلاق ہے، اسے قسم اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ابھارنے یا منع کرنے یا تصدیق یا تکذیب کرنے میں قسم کے حکم میں ہے.

اس میں صحیح یہ ہے کہ اگر اس سے بیوی کو یا اپنے آپ کو روکنا یا کسی دوسرے کو اس چیز سے روکنا مراد ہو جس پر قسم اٹھائی جا رہی تو اس کا حکم قسم والا ہوگا، اور اس میں قسم کا کفارہ ہے.

اس میں ہمارے قول کی مخالفت و تناقض نہیں کہ غیر اللہ کی قسم جائز نہیں، کیونکہ یہ اور چیز ہے اور وہ اور چیز، چنانچہ غیر اللہ کی قسم مثلا کوئی کہے: لات اور عزی کی قسم، اور فلان کی قسم اور فلان کی زندگی کی قسم، تو یہ غیر اللہ کی قسم ہے.

لیکن یہ تو معلق طلاق ہے نہ کہ حقیقی معنی میں غیر اللہ کی قسم، لیکن اسے روکنے اور تصدیق کرنے اور تکذیب کرنے کے اعتبار سے ایک معنی میں قسم ہے.

اس لیے اگر وہ کہے کہ: اس پر طلاق وہ فلان سے کلام نہیں کریگا، تو گویا اس نے یہ کہا ہے: اللہ کی قسم میں فلان سے کلام نہیں کرونگا.

یا پھر یہ کہے: مجھ پر طلاق تم فلاں سے کلام نہیں کرو گی ۔ یعنی وہ اپنی بیوی سے مخاطب ہے ۔ گویا کہ وہ اسے کہہ رہا ہے کہ اللہ کی قسم تم فلاں سے کلام نہیں کروگی.

اس لیے جب اس طلاق میں خلل حاصل ہو اور قسم ٹوٹ جائے تو صحیح یہ ہے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ دےگا، یعنی اگر اس نے بیوی یا اپنے آپ کو روکنے کا قصد کیا اور طلاق مقصد نہ تھا تو اسے قسم کا حکم حاصل ہے.

اس نے تو اس چیز سے روکنے کی نیت کی تھی اپنے آپ کو روکنے کی یا پھر اپنی بیوی کو اس فعل سے منع کرنے کی، یا اس کلام سے روکنے کی، تو اس کلام کو بعض اہل علم کے ہاں قسم کا حکم حاصل ہے، اور یہی صحیح ہے، اور اکثر کے نزدیك طلاق واقع ہو جاتی ہے.

لیکن اہل علم کی ایك جماعت کے ہاں اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور صحیح بھی یہی ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم اور سلف رحمہ اللہ کی ایك جماعت کا اختیار بھی یہی ہے؛ کیونکہ ابھارنے یا منع کرنے یا تصدیق و تکذیب کے اعتبار سے اسے قسم کا معنی حاصل ہے.

اور اسے غیر اللہ کی قسم کی تحریم کا معنی حاصل نہیں کیونکہ یہ غیر اللہ کی قسم نہیں، بلکہ یہ تو تعلیق یعنی معلق کرنا ہے، اس لیے ان دونوں میں فرق کرنا چاہیے. واللہ اعلم " انتہی

فضيلة الشيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ.